UG. Sem-03 CC-7 Urdu

کرشن چندر بہ حیثیت افسانہ نگار

27/4/20

کرشن چندر اردو زبان کے نہایت مقبول اور ہر دل عزیز ~~مشہور~~ افسانہ نگار ہیں۔ پریم چند کے بعد افسانہ نگاری میں مقبولیت کا سہرا کرشن چندر کے سر ہے۔ ان کی پیدائش 1914ء کو پنجاب میں ہوئی۔ ان کا بچپن کشمیر میں گذرا۔ تعلیم و تربیت لاہور میں ہوئی۔

انھوں نے اپنی زندگی کا آغاز وکالت سے کیا۔ اسی مصروفیت کے دوران اردو اور انگریزی میں لکھنے بھی لگے۔ ان کی افسانہ نگاری کی شروعات رومانی کہانیوں سے ہوئی۔ ان کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "طلسم خیال" ہے۔ اس افسانہ کی وجہ سے ان کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

وہ مظلوم انسانوں کو اپنے افسانوں کا موضوع بناتے ہیں۔ انہیں سماج کے اس نظام سے نفرت ہے جو مزدوروں اور غریبوں کی آرزوؤں کا خون کرتے ہیں۔ اس نظام کو وہ طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔ "ان داتا"، "بھگت رام" اور "موبی" اس پہلو سے بہترین افسانے ہیں۔ ان کے افسانوں میں ایک طرف رومانی رنگ ہے تو دوسری طرف حقیقت پسندی بھی ہے۔

وہ اسی (80) سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ انھوں نے ناول لکھے، ریڈیو ڈرامے لکھے لیکن ان کی زیادہ شہرت کہانیوں کے سبب ہے۔ شہر اور دیہات دونوں کی زندگیوں کا انھوں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ انسان دوستی کا جذبہ ان کی تمام تخلیقات میں کارفرما ہے۔ وہ انسان کی آرزوؤں اور امنگوں سے وہ پوری طرح واقف ہیں اور مسائل سے بھی۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس طرح اس بے رحم دنیا میں انسان کے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ انسانی جذبات کی عکاسی میں انہیں بڑی مہارت حاصل ہے۔ ان کے افسانوں کی زبان بہت رنگین اور شیریں ہیں۔

Scanned with CamScanner

عورت کرشن چندر کا عزیز موضوع ہے اور ان کے افسانوں کا محور ہے۔ وہ ہر منظر میں حسن تلاش کرتے ہیں۔ ان کی منتخب کی کہانیاں کشمیری زندگی کی آئینہ دار ہیں۔ دوسرے دور کے افسانوں میں سرمایہ دارانہ نظام سے نفرت ملتی ہے۔ زندگی کے موڑ پر، بالکنی، کالو بھنگی، مہالکشمی کا پل، گرجن کی ایک شام اس دور کے افسانے ہیں وہ ہمارے سیاسی و معاشی نظام کے تاریک پہلوؤں کے عکاس ہیں اور مغربی افسانوں کی تکنیک کو نبھاتے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے ستارے، حسن و حیوان، زندگی کے موڑ پر ان کے کامیاب افسانے ہیں احتشام حسین لکھتے ہیں کہ:

> "فنی افسانہ نگاروں میں سے مشکل ہے
> نہ نفرت سے اتنا اس نہیں بچو کسی
> نے انسانی فطرت کا کائنات کے رشتہ میں
> دیکھنے کی اتنی کوشش نہیں کی ہے کشمیر، گلمرگ،
> اور جہلم کے ساتھ ہی ساتھ مضافات کی
> بالکنی۔ کنیروں کی منڈکیں اور دیہات بھی
> ان کے افسانوں کے کردار بن گئے ہیں۔"

ان کے افسانوں کے ترجمے انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ ان کے یہاں فن اور زندگی کا امتزاج ملتا ہے۔ انہیں اپنے فن پر پوری قدرت حاصل ہے۔ وہ ہمارے زمانے ادب کے افسانہ نگار کہلاتے ہیں۔ انھوں نے سماج کے گرے ہوئے کرداروں کو بھی افسانوں میں جگہ دی۔ ان کے یہاں فنی اور معنوی دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان و پاکستان کے فسادات کے اوپر ان کا افسانہ "ہم وحشی ہیں" ایک یادگار کارنامہ ہے اس میں ایک بلند انسانی مقصد پایا جاتا ہے اور ان کے افسانوں میں انسانی جذبات کی بہترین عکاسی ملتی ہے

Scanned with CamScanner